Majallah Tahqiq
Research Journal of
the Faculty of Oriental Learning
Vol: 33, Sr.No.87, 2012, pp 71 - 88

مجلہ تحقیق
مجلہ کلیہ علوم شرقیہ
جلد ۳۳، اپریل۔ جون ۲۰۱۲ء، شمارہ ۸۷

ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا بطور مرتّب و مدوّن

ڈاکٹر عظمت رباب☆

Abstract:

Dr. Khawaja Muhammad Zakariya is a doyen of Urdu writers. He has spent his life in the active pursuit of excellence in arranging poetical texts of outstanding Urdu poets. He first complied and edited the complete works of Majeed Amjad. Majeed Amjad had only published one collection of his works in his lifetime. Dr. Khawaja Muhammad Zakariya collected, researched, arranged and published his complete works. He also compiled and edited the works of Hafeez Jalandhri, Abdul Hameed Adam and Daagh. He is continuing with his research and compiling the works of Akber Illah Abadi. In this paper Dr. Azmat Rubab reviews, analysis and assesses the anthology is complied by Dr. Khawaja Muhammad Zakariya.

متون علم کی بنیاد ہیں اور اگر ان متون کی بنیاد پر کی جانے والی تنقید، تحقیق اور تاریخ اسی وقت معتبر قرار پا سکتی ہے جب متون درست حالت میں ہوں ورنہ ان کی بنیاد پر کیا جانے والا کام بے بنیاد ہو جاتا ہے۔ اردو میں تدوینِ متن کی روایت کا باقاعدہ آغاز بیسویں صدی میں ہوا۔ لاہور میں حافظ محمود شیرانی جن کا تعلق اورینٹل کالج لاہور سے تھا، نے تحقیق کو سائنسی نقطہ نظر دیا،

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ اردو، لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی لاہور

بہت سے نظریات کو باطل قرار دیا اور نئے نظریات کی بنیاد رکھی۔ شیرانی نے تحقیق و تدوین کی جو بنیاد قائم کی اس کو آگے بڑھانے میں اس ادارے کے اساتذہ نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ تاریخِ ادب اردو میں ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا کا نام بطور استاد، نقاد، مؤرخ اور محقق کے طور پر لیا جاتا ہے۔ تدوین کی روایت میں بھی ڈاکٹر زکریا کا اہم کردار ہے۔ ذیل میں ان کی مرتّب و مدوّن کا تجزیہ درج کیا جارہا ہے، اس سے قبل ان کے مختصر حالات بھی درج کیے جا رہے ہیں۔

(ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو امرتسر میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۶۰ء میں گورنمنٹ کالج لاہور سے بی۔ اے آنرز فارسی کیا، پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج لاہور سے ۱۹۶۲ء میں ایم۔ اے اردو اور ۱۹۷۳ء میں ہندی ڈپلوما فرسٹ کلاس فرسٹ میں کیا، ۱۹۷۴ء میں پی ایچ ڈی کی۔ گورنمنٹ کالج لاہور میں ۶۳۔۱۹۶۲ء میں لیکچرار کے طور پر ملازمت کا آغاز کیا، پنجاب یونیورسٹی اوری اینٹل کالج لاہور میں بطور لیکچرار ۱۹۶۳ء سے جس سفر کا آغاز کیا وہ پروفیسر کے عہدے پر منتج ہوا اور ۲۲ مارچ ۲۰۰۰ء کو پروفیسر کے عہدے سے سبک دوش ہوئے، اس دوران مختلف اوقات میں صدر شعبہ اردو، ڈین آف فیکلٹی اور پرنسپل کی حیثیت سے انتظامی ذمہ داریاں بھی انجام دیں۔ آج کل شعبہ تاریخ ادبیات جامعہ پنجاب کے ڈائریکٹر اور مغربی پاکستان اردو اکیڈمی لاہور کے منتظم کی ذمہ داریاں بخوبی انجام دے رہے ہیں۔)

ڈاکٹر محمد زکریا نے ایم۔ اے اور پی ایچ ڈی کے متعدد مقالات کی نگرانی کی ہے، تقریباً تیس کتابوں کے مصنف و مرتب ہیں، سو سے زائد تحقیقی و تنقیدی مقالے مختلف رسائل و جرائد میں شائع ہو چکے ہیں۔ فارسی اور اردو شاعری کے علاوہ تاریخ سے بھی شغف رکھتے ہیں۔ ان کا ایک شعری مجموعہ ''آشوب'' شائع ہو چکا ہے۔ بطور مرتب و مدوِن انھوں نے بہت سے اہم متون کی تدوین کی ہے۔ مثلاً مجید امجد، حفیظ جالندھری، عبدالحمید عدم، داغ، علاء الدین کلیم کی شاعری کو ترتیب دینے کے ساتھ ساتھ نثرِ اکبر الہ آبادی اور نظر نامہ کی تدوین بھی کی ہے۔ ذیل میں ان کے مرتب متون کا ایک مختصر تعارف درج کیا جارہا ہے:

۱۔ کلیاتِ مجید امجد

ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا نے کلیاتِ امجد کو ترتیب دیا جو ۱۹۸۹ء میں ماورا پبلشرز لاہور سے

شائع ہوا۔ پیش لفظ میں مرتب نے مجید امجد کے اس وقت تک شائع شدہ مجموعوں اور انتخابات کا تجزیہ پیش کیا ہے اور اپنی ترتیب کا طریق کار بھی درج کیا ہے ۔مرتب کی معلومات کے مطابق مجید امجد کی زندگی میں ان کا ایک ہی مجموعہ ''شبِ رفتہ'' ۱۹۵۸ء میں شائع ہوا تھا، یہ بھی مکمل کلام نہیں تھا بلکہ مجید امجد نے اپنے کلام کا انتخاب کیا تھا، وفات تک ان کا اور کوئی مجموعۂ کلام شائع نہیں ہوا لیکن ان کے پاس اپنے کلام کی ایک بڑی مقدار جمع ہو چکی تھی ۔ان کی وفات کے بعد ان کے مسودات اس زمانے میں ساہیوال کے ڈپٹی کمشنر جناب جاوید قریشی نے وہاں کے کسی بنک لاکر میں محفوظ کرا دیے تھے، بعد ازاں عبدالرشید نے دیگر افراد کے ساتھ مل کر ''شبِ رفتہ کے بعد'' مرتب کی ۔اس میں ۱۹۵۸ء سے وفات تک مجید امجد کا تقریباً سارا کلام مرتب ہو کر شائع ہو گیا ہے۔اگر چہ ''شبِ رفتہ کے بعد'' اس حوالے سے اہم ہے کہ اس میں ابتدائی کلام کا انتخاب شامل ہے جسے ''شبِ رفتہ'' میں شامل نہیں کیا گیا تھا ۔اس کے بعد مجید امجد کے کلام کے جو مجموعے شائع ہوئے وہ انھی دو مجموعوں سے اخذ کیے گئے تھے ۔کلیاتِ مجید امجد کے مزید کلام کے بارے میں مرتب لکھتے ہیں:

> ''امجد ۱۹۳۴ء سے ۱۹۳۹ء تک یعنی قریباً چھ سال تک ہفت روزہ ''عروج'' جھنگ کے مدیر رہے ۔عموماً ہر پرچے کے سرورق پر ان کی نظم شائع ہوا کرتی تھی ۔ یہ نایاب پرچے مجھے جناب کسریٰ منہاس سے حاصل ہو چکے ہیں ۔۔۔۔عروج کے ان شماروں سے ۸۸ نظمیں حاصل ہوئی ہیں جن میں سے صرف چار ''شبِ رفتہ'' میں چھپی ہیں ۔''[۱]

مرتب کو مجید امجد کا ایک رجسٹر بھی ملا جس میں بہت سا ابتدائی غیر مطبوعہ کلام موجود ہے۔کلیاتِ مجید امجد کی ترتیب کے حوالے سے اپنے طریق کار کے بارے میں خواجہ صاحب یوں رقم طراز ہیں:

> ''غرض ابتدائی کلام کا انتخاب، شبِ رفتہ، شبِ رفتہ کے بعد اور رسائل میں منتشر غیر مدون کلام سب اکٹھا کر لیا گیا ۔اسے تاریخی ترتیب دی گئی ۔ بیشتر نظموں پر سنین خود مجید امجد نے لکھے ہوئے ہیں، جہاں سنین غائب ہیں وہاں عروج کی فائلوں اور رسائل کی اشاعتی تاریخوں سے مدد لی گئی اور یوں

تمام کلام سختی سے تاریخ وار مرتب ہو گیا۔ گنتی کی چند تخلیقات کے سنین قطعیت سے متعین نہیں ہو سکے۔ ان کے سال ہائے تخلیق اندازے سے درج کر کے ساتھ ہی سوالیہ نشان (؟) دیا گیا ہے۔''۲

فہرست میں مجید امجد کے کی نظموں کا نام درج کر کے ان کے سامنے سنہ تخلیق اس کے سامنے درج کر دیا گیا ہے اور پھر اسی ترتیب کے ساتھ متن میں یہ کلام دیا گیا ہے۔ متن صفحہ ۱۴۱ سے صفحہ ۲۴۷ کو محیط ہے۔ آخر میں ایک غزل دی گئی ہے جس کے حاشیے میں یہ جملہ درج کیا گیا ہے:

''(وفات سے چند دن پہلے کہی گئی)''۳

بطور نمونہ مجید امجد کے چند اشعار ذیل میں درج کیے جا رہے ہیں:

ہنستا ہوں پی کے ساغرِ زہرابِ زندگی　　　میں کیا کروں کہ مجھ کو تڑپنے کی خُو نہیں ۴

وہ ایک دن بھی عجیب دن تھا　　　تم آئے ، بادل امنڈ کے آئے
ہزار ہا رنگتوں کے سائے　　　فضائے دوراں پر تھرتھرائے ۵

مہکتے میٹھے ، مستانے زمانے　　　کب آئیں گے وہ من مانے زمانے ۶

الحمد پبلی کیشنز لاہور سے ستمبر ۲۰۰۳ء میں کلیاتِ مجید امجد شائع ہوا تو کلام کی ترتیب زمانی ہی رکھی گئی لیکن ستمبر ۲۰۰۶ء کی اشاعت میں مرتب نے ترتیب کا انداز بدل دیا۔ مقدمے میں انھوں نے اس ترتیب کی جو وجہ بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ انھوں نے اس سے قبل کی اشاعتوں کے پیش لفظ میں کلام کی تفصیل اور زمانی ترتیب کے بارے میں مفصل معلومات درج کر دی گئی تھیں لیکن اس کی ترتیب پر اعتراض کیا گیا، نیز طویل نظم ''نہ کوئی سلطنتِ غم ہے نہ اقلیمِ طرب'' غلط کاپی جڑنے کی وجہ سے بے ربط ہو گئی تھی۔ لہٰذا اس اشاعت میں مذکورہ نظم کی ترتیب درست کر دی گئی ہے۔ ڈاکٹر زکریا مزید لکھتے ہیں:

''۔۔۔نکتہ چینوں کی زبانیں اور قلم رواں رہے۔ اگر 'پیش لفظ' کو غور سے پڑھ لیا جاتا تو بیشتر اعتراضات کا جواب مل جاتا مگر شاید معترضین کو اتنی

فرصت میسر نہیں تھی۔ حالیہ اشاعت میں ان عدیم الفرصت حضرات کو زحمت سے بچانے کے لیے کلیات کو چار حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔'' ۷

کلیات کو درج ذیل چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے:

ا۔شبِ رفتہ ۱۹۳۳ء۔۱۹۵۸ء (اس میں وہ نظمیں ہیں جو ۱۹۵۸ء میں طبع ہونے والی شبِ رفتہ میں موجود تھیں)

۲۔روزِ رفتہ ۱۹۳۲ء۔۱۹۵۸ء (وہ کلام جو مجید امجد نے شبِ رفتہ میں شامل نہیں کیا تھا)

۳۔امروز ۱۹۵۸ء۔۱۹۶۸ء (شبِ رفتہ کے بعد لکھی جانے والی نظموں کو مجید امجد کے نقطہ نظر کے مطابق دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ مرتب سے ایک ملاقات سے دوران انھوں نے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ وہ اس کلام کو دو حصوں میں ترتیب دینا چاہتے ہیں کیوں کہ یہ دو مختلف طرز اور اسلوب رکھتا ہے۔

۴۔فردا ۱۹۶۸ء۔۱۹۷۴ء (فعلن فعلن کی بحر میں لکھی جانے والی نظمیں)

درج بالا عنوانات میں سے پہلا عنوان مجید امجد کا اپنا متعین کردہ ہے اور آخری تین عنوانات مرتب نے کلام کی زمانی ترتیب اور کلام کی مناسبت سے دیے ہیں۔

۲۔ روشنی کی جستجو

علاء الدین کلیم (۱۹۲۰ء۔۱۹۶۵ء) کے کلام کا انتخاب کر کے ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا نے ''روشنی کی جستجو'' کے نام سے ترتیب دیا ہے جو عمیر پبلشرز لاہور سے جنوری ۱۹۹۶ء میں شائع ہوا۔ مقدمے کو پانچ عنوانات (علاء الدین کلیم۔ حالاتِ زندگی، شخصی خاکہ، اس مجموعے کی کہانی، روشنی کی جستجو، منتخب اشعار) کے تحت درج کیا ہے۔ علاء الدین کلیم کے حالاتِ زندگی درج کیے ہیں، شخصیت و سیرت کا مرقع کھینچا ہے، شاعری کی خصوصیات کو مثالوں کی مدد سے بیان کیا ہے اور زیرِ نظر انتخاب کا طریق کار اور اہمیت بیان کی ہے۔ مرتب لکھتے ہیں کہ کلیم کی وفات کے بعد ان کے احباب اور شاگرد اس بات کے خواہش مند تھے کہ ان کا مجموعۂ کلام جلد شائع ہو۔ مطبوعہ کلام بہت کم تھا جو ہمایوں اور صحیفہ میں شائع ہوا تھا دیگر تمام کلام غیر مطبوعہ تھا۔ کلیم کی وفات کے بعد ان کے والد نے ان کی تمام شعری بیاضیں ڈاکٹر نذیر احمد کے حوالے کر دیں، اپنی انتظامی مصروفیات کے

باعث ڈاکٹر نذیر اس طرف توجہ نہ دے سکے۔مرتب کے توجہ دلانے پر وہ اس پر متوجہ ہوئے لیکن انھیں بیاضیں دینے پر رضا مند نہ ہوئے۔ بالآخر ۱۹۸۳ء میں تمام بیاضیں مرتب کے حوالے کر دیں۔ ایم۔اے کی طالبہ رخسانہ یعقوب نے مرتب کی نگرانی میں ''تدوینِ کلامِ علاء الدین کلیم'' کے موضوع پر مقالہ تحریر کیا۔متن کی اغلاط کی کثرت اور دیگر کلام کے شامل نہ ہونے کے باعث یہ تدوین معیاری قرار نہیں دی جا سکتی تھی لہٰذا کلیم کا تمام کلام مرتب نے خود جمع اور نقل کیا جو ۲۳۴ غزلیات اور ۱۲۹ رباعیات پر مشتمل تھا۔مرتب نے اس سارے کلام کو شائع کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ وہ اس کی وجوہات بیان کرتے ہوئے یوں رقم طراز ہیں:

''۔۔۔میرا اپنا خیال یہ تھا کہ اگر تمام کلام چھاپ دیا گیا تو ایک ضخیم مجموعہ سامنے آجائے گا جو کئی لحاظ سے نامناسب ہوگا۔ایک تو یہ کہ کلیم انتقال سے پہلے بھی ایک غیر معروف نام تھا اور اب وفات کے بعد اتنا عرصہ گزر چکا ہے کہ ان کے جاننے والے جو چند لوگ تھے وہ بھی اٹھتے جاتے ہیں، اس لیے کلیم کو ذاتی طور پر جاننے والے قارئین ضخیم مجموعے کی پذیرائی پر آمادہ نہیں ہوں گے۔دوسرے یہ کہ تمام کلام کے مطالعے سے میں اس نتیجے پر پہنچا کہ تمام تر شعری ہنرمندی کے باوجود کلیم کے ہاں موضوعات کا دائرہ تنگ ہے۔ تکرارِ خیالات یقیناً قاری کے لیے ملال انگیز ہو گی اس لیے تمام کلام یکجا چھاپنے سے غالب امکان ہے کہ یہ ہمیشہ کے لیے دفن ہو جائے البتہ انتخاب کی اشاعت اس لیے موزوں ہوگی کہ اگر انتخاب نے کلیم کا شعری مقام منوا لیا تو بعد ازاں تمام کلام بھی شائع ہو سکے گا۔''[۸]

مرتب نے پروفیسر مرزا محمد منور، شہزاد احمد اور ڈاکٹر خورشید رضوی سے کلیم کے کلام کا انتخاب کرنے کو کہا جس کا نتیجہ یہ ظاہر ہوا کہ ان اصحاب کے منتخب کردہ متن میں اشتراک کم اور اختلاف زیادہ تھا چنانچہ ایک مشترک متن تیار کرنے منصوبہ تشکیل نہیں دیا جا سکا۔تاہم تینوں انتخابات کو سامنے رکھ کر ایک نیا انتخاب ترتیب دیا گیا اور جو طریق کار متعین کیا گیا وہ درج ذیل ہے:

''اگر کسی شعر کو کسی ایک شخص نے بھی پسند کیا ہے تو میں نے اسے ضرور منتخب

کیا ہے۔جن اشعار کو دو یا تین حضرات نے چنا،ظاہر ہے کہ وہ تو منتخب ہو ہی چکے تھے۔البتہ ایسا اکثر ایسا ہوا ہے کہ ایک ہی غزل میں تینوں حضرات کی پسند مختلف ہوگئی ہے،ایسی صورت میں میں نے اپنی پسند کو معیار بنایا ہے۔۔۔۔اگر کسی غزل کا مطلع کسی نے بھی منتخب نہیں کیا تو میں نے بہر صورت اسے شامل کر لیا ہے کیونکہ مطلع غزل کی فضا بنا دیتا ہے۔دیگر اشعار میں سے بعض اوقات میں نے غزل کے پانچ شعر پورے کرنے کے لیے ایک شعر اپنی مرضی سے شامل کر دیا ہے کیونکہ میں نے پانچ اشعار سے کم کسی غزل میں شامل نہیں کیے یا کوئی ایسا شعر جسے ضائع کرنے کو میرا دل نہیں مانا وہ بھی کہیں کہیں شاملِ انتخاب کر دیا ہے۔''۹

مرتب نے مختلف مثالوں کی مدد سے اپنا طریق کار واضح کیا ہے۔کلیم کی شاعری کی خصوصیات کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ان کے مطابق علاء الدین کلیم نے انگریزی ادیبوں کے ساتھ ساتھ میر،درد،غالب،اقبال اور ریگانہ کا بھی خصوصی مطالعہ کر رکھا تھا۔ان کی شاعری کے خاص موضوعات انسان اور کائنات کی مقصدیت،کوشش اور سعی کا انجام ناکامی اور یاس انگیز فضا کی کیفیات وغیرہ ہیں۔

متن درج کرنے سے قبل تینوں انتخاب کنندگان کے منتخب اشعار دیے گئے ہیں۔صفحہ ۴۵ تا ۱۸۲ متن دیا گیا ہے جس میں ۱۰۴ غزلیات کا انتخاب الف بائی ترتیب دے دیا گیا ہے،متفرقات کے تحت غزلیات کے ایک ایک یا دو اشعار کو منتخب کیا گیا ہے،آخر میں ۶۰ رباعیات دی گئی ہیں۔

متن میں سے چند اشعار بطور نمونہ ذیل میں درج کیے جا رہے ہیں:

پلٹنا میری قسمت میں نہیں ہے چلا ہوں سر بصحرا پھر نہ کہنا ۱۰

جاگنے والوں کو ڈستا ہی رہا چاند ساری رات ہنستا ہی رہا ۱۱

زندگی او رزندگی کا عذاب ساقیا لا پیالۂ مۓ ناب ۱۲

جس کا حاصل ہو پشیمانی کلیم فائدہ ایسی وفا سے فائدہ ۱۳

۳۔ کلیاتِ حفیظ جالندھری

خواجہ صاحب نے نے کلیاتِ حفیظ جالندھری کو مرتب کیا جو الحمد پبلی کیشنز سے ۲۰۰۵ء میں شائع ہوا۔ اس کلیات میں حفیظ کے چار مجموعے نغمہ زار، سوز و ساز، تلخابۂ شیریں اور چراغِ سحر کا کلام شامل ہے۔ مقدمے میں حفیظ کے ابتدائی حالات، تصنیفات و تالیفات اور خصوصیاتِ کلام کو مختصراً بیان کیا گیا ہے۔ ''یہ کلیات کیوں'' میں مرتب لکھتے ہیں کہ حفیظ کی زندگی میں ان کے متذکرہ بالا چار مجموعے شائع ہوئے تھے لیکن لیکن ان کا طباعتی معیار اچھا نہیں تھا اور کتابت کی بہت سی اغلاط تھیں۔ حفیظ اپنے تمام کلام پر ان چار مجموعوں کو ترجیح دیتے تھے۔ یہ مجموعے اب نایاب ہو چکے ہیں اور قارئین کی دسترس میں نہیں رہے لہٰذا مرتب نے حفیظ کے تمام کلام کو دو جلدوں میں شائع کرنے کا منصوبہ بنایا۔ زیرِ نظر جلد اول ہے۔ ترتیب کے طریق کار کے بارے میں مرتب لکھتے ہیں:

> ''کلیاتِ حفیظ کی زیرِ نظر جلد کو ترتیب دیتے ہوئے چاروں مجموعوں میں کوئی بنیادی تبدیلی نہیں کی گئی۔ حفیظ اپنے کلام کو بار بار بناتے رہتے تھے اس لیے ان کی زندگی میں شائع ہونے والے تمام مجموعوں میں متن کی تبدیلیاں دکھائی دیتی ہیں ۔۔۔۔۔۔۔ اس کلیات کا متن زیادہ تر آخری اشاعتوں کے مطابق ترتیب دیا گیا ہے۔ اضافہ شدہ کلام کو ہر مجموعے کے آخر میں شامل کیا گیا ہے۔'' [۱۴]

حفیظ کے کلام کی تاریخی ترتیب کے بارے میں مرتب لکھتے ہیں کہ اسے زمانی ترتیب دینا فی الحال تقریباً ناممکن ہے کیونکہ پون صدی پہلے کے متعدد رسائل کی فائلیں اب دستیاب نہیں ہیں اس لیے جہاں سنین موجود ہیں انھیں برقرار رکھا گیا ہے البتہ جہاں سنین غلط ہیں ان کی تصحیح کر دی گئی ہے اور حاشیے میں اس کی وضاحت کر دی ہے۔

متن صفحہ ۴۴ تا صفحہ ۸۴۲ پر مشتمل ہے۔ جہاں گیت یا غزلیات یا دیگر منظومات کا آغاز ہوا ہے وہاں مرتب نے ''گیت'' یا ''غزلیات'' کا عنوان درج کر کے حاشیے میں وضاحت کر دی ہے اور لکھا ہے:

> ''ا۔ عنوان۔ از مرتب'' [۱۵]

۴۔ نثرِ اکبر الہ آبادی

اکبر الہ آبادی کی نثر کو ڈاکٹر محمد زکریا نے مرتب کیا ہے جو مجلس ترقی ادب لاہور سے ۲۰۰۸ء میں شائع ہوئی۔ اس کے پیش لفظ میں مرتب نے اکبر الہ آبادی کی نثری تحریروں کی اہمیت، اودھ پنچ کے مدیر منشی سجاد حسین کا تعارف اور نثرِ اکبر الہ آبادی کا تعارف درج کیا ہے۔ اس مجموعے کے بیشتر مضامین اودھ پنچ لکھنو کے مختلف شماروں میں طبع ہوئے تھے۔ مزید تحریروں کے بارے میں مرتب لکھتے ہیں:

> ''مضامین کے آخر میں ایک روداد شامل ہے جو اودھ اخبار میں شائع ہوئی تھی۔ اس کے بعد ادبی کتابوں پر چند تاثراتی تحریریں ہیں لیکن مجموعے کا غالب حصہ اودھ پنچ میں شائع شدہ مضامین پر مشتمل ہے۔'' ۱۶

خواجہ صاحب کو اودھ پنچ کے پہلے دو سال کی فائلیں سہیل بخاری صاحب سے ملیں جن سے انھوں نے استفادہ کیا اور اکیس (۲۱) مضامین کو ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کی مدد سے نقل کیا، اس کے علاوہ علی گڑھ میگزین سے اٹھارہ مضامین حاصل ہوئے، مزید تحریروں کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ''اکبر نے بعض لوگوں کی فرمایش پر ان کی تصانیف کی پیش لفظ بھی لکھے ہیں۔ علاوہ ازیں ڈاکٹر اورنگ زیب عالمگیر استاد شعبہ اردو پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج لاہور کے توسط سے اکبر کی لکھی ہوئی کسی جلسے کی روداد (مطبوعہ اودھ اخبار لکھنو ۱۳ جولائی ۱۹۷۷ء) ملی ہے۔ یہ تمام تحریریں بھی اس خیال سے یکجا کی گئی ہیں کہ آیندہ شاید یہ بھی ناپید ہو جائیں۔'' ۱۷

صفحہ ۱۰ تا ۹۷ متن دیا گیا ہے۔ حواشی پاورق میں دے دیے گئے ہیں۔ یہ حواشی مختلف نکات کی وضاحت کے طور پر دیے گئے ہیں جن سے متن کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ ''نکاتِ موزوں'' میں ایک شعر متن میں یوں درج کیا گیا ہے:

لکھنو میں صدر ہو یا ہو الہ آباد میں　　زیر پالانِ حکومت اک نہ اک (ا) چاہیے ۱۸

اس کا حاشیہ یوں درج کیا گیا ہے

''ظاہر ہے لفظ ''خر'' آنا چاہیے جسے غالباً بر بنائے کثافت حذف کر دیا

گیا ہے۔(مرتب)''۱۹

ان مضامینِ نثر میں جہاں جہاں اکبرالہ آبادی نے اپنے اشعار درج کیے ہیں ان کے بارے میں مرتب نے مختلف وضاحتیں درج کی ہے۔ایک مثال ذیل میں درج کی جارہی ہے:

متن میں دوشعر یوں درج کیے گئے ہیں

آہنگ طرب کے لیے چھڑتے ہیں نئے ساز — بلبل کے ترانوں میں وہ لے رہ نہیں جاتی (۲)
عالم کو لبھاتی ہیں پیانو کی صدائیں — دمسازیٔ احباب کو نے رہ نہیں جاتی (۳) ۲۰

حاشیہ میں ان دو اشعار کی وضاحت یوں کی ہے

''(۲) اور (۳) کلیاتِ اکبر میں ان دونوں شعروں کے مصرع ہائے ثانی باہم تبدیل کر دیے گئے ہیں۔غالباً یہ تبدیلی زیادہ مناسب ہے(مرتب)'' ۲۱

۵۔ کلیاتِ عدم

عبدالحمید عدم کے دیوان کو خواجہ محمد زکریا نے مرتب کیا جو الحمد پبلی کیشنز لاہور سے ۲۰۰۹ء میں شائع ہوا۔مقدمہ میں عبدالحمید عدم کے مختصر حالات درج کرنے کے بعد ان کی شاعری کی خصوصیات اور شعری مجموعوں کی تفصیل جامع انداز میں دی گئی ہے۔عدم زود گو شاعر تھے، ان کے ۴۸ مجموعوں کی طباعت کا ذکر کیا اور ان کا مختصر تعارف بھی دیا گیا ہے۔عدم زندگی کو ایک جبر سمجھتے ہیں، حیات اور کائنات کا آغاز و انجام نامعلوم ہے، زندگی کا سفر بے جہت اور بے مقصد ہے، منافقت، حسد، لالچ، مفادات اور استحصال معاشرے میں عام ہیں چنانچہ ان مسائل سے فرار کے لیے یاروں کی محفلوں میں بادہ نوشی کرنا ایک کامیاب حربہ ہے۔اس اصول کے تحت عدم کی شاعری میں شراب کی مدح سینکڑوں انداز میں کی گئی ہے۔حسین محبوباؤں کی ضرورت کے موضوعات کے ساتھ ساتھ دنیا کے تلخ حقائق کو بھی پیش کیا گیا ہے، رہنماؤں پر تنقید بھی کی گئی ہے۔عدم کے اشعار کی کل تعداد کے بارے میں مرتب لکھتے ہیں:

''عدم کے اشعار کی کل تعداد کا اندازہ کرنا تو بہت مشکل ہے لیکن اڑتالیس مجموعوں کے اشعار کا تخمینہ تیس ہزار سے کسی طرح کم نہیں۔'' ۲۲

''ترتیبِ کلیات'' کے عنوان کے تحت مرتب نے زیرِ نظر ترتیب کے بارے میں لکھا ہے

کہ عدم کے اکتیس مجموعے ایسے ہیں جن میں صرف غزلیات ہیں۔سات میں دیگر اصناف کے ساتھ ساتھ غزلیں بھی موجود ہیں ، چار مجموعے قطعات کے ہیں ، باقی چھ مختلف اصناف پر مشتمل ہیں۔مرتب مزید لکھتے ہیں:

''چونکہ اڑتالیس مجموعوں کو ایک جلد میں سمیٹنا ممکن نہیں تھا اس لیے میں نے یہ طے کیا کہ تمام مجموعوں سے غزلیات کو الگ کر کے جلد اول کے طور پر چھوایا جائے۔چونکہ عدم کی شاعری میں آغاز سے انجام تک موضوعات کی تکرار اور یکسانیت ہے اس لیے انھیں زمانی ترتیب سے شائع کرنے کی افادیت بہت کم ہے البتہ الف بائی ترتیب کا فائدہ یہ ہے کہ قاری کو اپنی پسند کی غزل یا شعر تلاش کرنے میں کم زحمت اٹھانی پڑے۔''۲۳

غزلیات کی اس الف بائی ترتیب میں ردیفوں کی جزوی ترتیب کا بھی خیال رکھا گیا ہے ۔مرتب نے ڈاکٹر ثمینہ محبوب کے پی ایچ ڈی کے مطبوعہ مقالے کا ذکر بھی کیا ہے ۔انھوں نے احتیاطاً یہ بھی درج کیا ہے کہ اشعار کی تکرار سے بچنے کی کوشش کی گئی ہے تاہم اگر ایسا ہوا تو دوسری اشاعت میں انھیں خارج کر دیا جائے گا۔

صفحہ ۷۹ تا صفحہ ۱۶۴۰ متن دیا گیا ہے۔چند اشعار بطور نمونہ ذیل میں درج کیے جا رہے ہیں:

صد شکر چارہ سازوں سے پیچھا چھٹا عدم — میں لاعلاج ہو کے شفا یاب ہو گیا ۲۴
حسینوں کے جھرمٹ ، شرابی دعائیں — یہ کس وقت مانگی تھیں ہم نے دعائیں ۲۵
جو خدا کے حبیب ہوتے ہیں — سرفرازِ صلیب ہوتے ہیں ۲۶
لا بھی شراب ڈس بھی گئی تلخیِ حواس — اس زندگی کا اصل بھی دھوکا ،مجاز بھی ۲۷
آرزوئیں جس قدر وافر ہوئیں — زندگی مایوسیوں سے بھر گئی ۲۸
وہ زلفوں کو جس وقت لہرائیں گے — بہاروں کے موسم پلٹ آئیں گے ۲۹

۶۔ کلیاتِ داغ

ڈاکٹر محمد زکریا نے داغ کے چار مجموعوں ،ضمیمہ یادگارِ داغ اور ایک مثنوی کو ''کلیاتِ داغ'' کی صورت میں ترتیب دیا ہے جو جنوری ۲۰۱۱ء میں الحمد پبلی کیشنز سے شائع ہوا۔ترتیب و

تدوین کے اپنے معیار کو برقرار رکھتے ہوئے مرتب نے حسبِ روایت مقدمہ میں جامع انداز میں داغ کے حالاتِ زندگی، کلام کی خصوصیات اور ترتیب کے طریق کار کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ داغ کی ننھیال کے حوالے سے مرتب نے شمس الرحمٰن فاروقی کے ناول ''کئی چاند تھے سرِ آسماں'' کا حوالہ بھی استعمال کیا ہے۔ اس ناول کے تحقیقی انداز کے بارے میں مرتب لکھتے ہیں:

''اگرچہ تحقیق میں افسانوی ادب سے حوالے نہیں دیے جاتے لیکن محولہ بالا ناول میں تاریخی مواد سے بہت زیادہ مدد لی گئی ہے اس لیے میں نے وزیر بیگم اور داغؔ کے ابتدائی حالات قلم بند کرنے میں شمس الرحمٰن فاروقی کے ناول سے پوری مدد لی ہے۔''[۳۰]

مرتب لکھتے ہیں کہ داغ کو مختلف حوادث سے گزرنا پڑا لیکن اس کے باوجود ان میں تلخی پیدا نہیں ہوئی اس کی ایک وجہ ان کا کمالِ شاعری تھا جس نے انھیں عزت اور شہرت عطا کی۔ ان کی فطرت میں میل ملاپ، شائستگی، برداشت، بزرگوں کا احترام اور انکسار جیسی خوبیاں موجود تھیں۔ ان کے چار دیوان اور ایک مثنوی کا مختصر تعارف ذیل میں درج ہے:

۱۔ **گلزارِ داغ:** پہلا مجموعہ گلزارِ داغ ۱۸۷۸ء میں شائع ہوا۔

۲۔ **فریادِ داغ:** یہ مثنوی کلکتہ کی مشہور طوائف منی بائی حجاب کے عشق کے بعد اس کی ملاقاتوں کی یاد کی داستان پر مشتمل ہے۔ جون ۱۸۸۲ء میں لکھی گئی۔

۳۔ **آفتابِ داغ:** دوسرا دیوان ہے جو ۱۸۸۴ء میں شائع ہوا۔ اس میں کل ایک سو پچیس غزلیات ہیں۔

۴۔ **مہتابِ داغ:** ۱۸۹۴ء میں حیدر آباد سے شائع ہوا۔ دو سو اکانوے غزلیات کے علاوہ خاصی تعداد میں متفرق اشعار موجود ہیں۔ مخمس، سلام، سہرے، رباعیات اور قصائد شامل ہیں۔

۵۔ **یادگارِ داغ:** داغ کے انتقال کے بعد ۱۹۰۵ء میں ان کے شاگرد احسن مارہروی نے مرتب کیا۔ اس میں ۱۶۰ غزلیات اور متفرق اشعار اور اصناف ہیں۔

۶۔ **داغ کا غیر مدون کلام ''ضمیمۂ یادگارِ داغ''** کے نام سے لالہ سری رام نے شائع کیا۔

زیرِ نظر کلیات کی ترتیب کی توجیہ کے حوالے سے مرتب لکھتے ہیں:

''داغ آج سے سو سال پہلے اردو کے مقبول ترین شاعر تھے۔ ان کے تمام دواوین کے لاتعداد ایڈیشن شائع ہوئے لیکن اب یہ حالت ہے کہ بڑے بڑے کتب خانوں میں ان کے مجموعے یا تو نایاب ہیں یا ان کے انتہائی غیر مستند ایڈیشن دستیاب ہوتے ہیں۔'' ۳۱

مرتب نے داغؔ کے مختلف مطبوعہ مجموعوں کی تفصیل بھی دی ہے جن میں املا اور متن کی اغلاط بے شمار ہیں۔ داغ کے مجموعوں کی عدم دستیابی کی بنا پر مرتب نے اسے ترتیب دینے کا بیڑا اٹھایا۔ مختلف اشاعتوں کو جمع کیا، مرکزی لائبریری بہاولپور سے ''گلزارِ داغ'' کا ایک قدیم ایڈیشن ملا، داغ کے تین انتخاب از حامد حسن قادری، محمود الٰہی اور سید نذیر نیازی سے بھی مدد لی۔

مرتب نے مجموعوں کی ترتیب کے اعتبار سے انھیں اسی طرح کلیات میں پیش کر دیا ہے۔ اس سے داغ کے کلام کی زمانی ترتیب اور خصوصیات متعین کرنے میں مدد ملتی ہے۔ کلیاتِ داغ کے چند اشعار بطور نمونہ ذیل میں درج ہیں:

تو وعدہ کر کے مجھ سے مری جان پھر گیا حق سے پھرا جو قول سے انسان پھر گیا ۳۲

دیے اس بوسۂ لب نے مجھے شکّر کے مزے کھا کے دشنام لیے قندِ مکرر کے مزے ۳۳

بھویں تنتی ہیں، خنجر ہاتھ میں ہے، تن کے بیٹھے ہیں کسی سے آج بگڑی ہے کہ وہ یوں بن کے بیٹھے ہیں ۳۴

مل گئی بے خودیِ شوق میں راحت کیسی ہو گئی دونوں جہاں سے مجھے فرصت کیسی ۳۵

انسان کے لیے ہے بڑی چیز آبرو کیا عاشقی کا لطف جو عزت نہیں رہی ۳۶

مرتب نے کلاسیکی عہد کے ایک اہم شاعر کے کلیات کو درست متن کے ساتھ ترتیب دے کر محفوظ کر دیا ہے۔ مقدمے میں داغ کے بارے میں معلومات بھی جامع انداز میں دی ہیں۔

۷۔ نظر نامہ

محمود نظامی کے سفرنامے ''نظر نامہ'' کو ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا نے مرتب کیا ہے جو الحمد پبلی کیشنز لاہور سے ۲۰۱۲ء میں شائع ہوا۔ حسبِ سابق انھوں نے مصنف اور متن دونوں کا جامع تعارف دیباچہ اور مقدمہ میں درج کیا ہے۔ متن کی اہمیت بیان کی ہے، درستی و اصلاح اور تدوین کے طریق کار کو درج کیا ہے۔ دیباچہ میں لکھتے ہیں کہ محمود نظامی انتہائی باصلاحیت تھے لیکن ان کی

ادبی صلاحیتیں ریڈیو کی نذر ہو گئیں۔ ان کی بہترین تصنیف ''نظر نامہ'' ہے جس کا متن اب نایاب ہے اور جو ہے وہ اغلاط سے بھرپور ہے۔ مرتب لکھتے ہیں:

> ''اس کی اشاعت شایانِ شان انداز میں نہیں کی گئی چنانچہ اس میں اغلاط کی بھرمار تھی، اب میں نے درستیِ اغلاط کی اپنی سی بھرپور سعی کی ہے۔ نظر نامہ کا بڑا حصہ حلقہ اربابِ ذوق کے مجلّے 'نئی تحریریں' میں دو اقساط میں شائع ہوا تھا جس کا متن مطبوعہ کتاب سے بہتر ہے۔ تصحیحِ متن میں ان اقساط سے تقابل کر کے کئی الفاظ اور جملے درست کر دیے ہیں، مطبوعہ کتاب میں بعض جگہ جملے حذف ہو گئے تھے جن سے ربط قائم نہیں رہا تھا وہ جملے حسبِ موقع ایزاد کر دیے ہیں۔ بعض اوقات دونوں جگہ متن میں غلطیاں دکھائی دیں ان کی قیاسی تصحیح کر دی ہے اور فٹ نوٹ میں ان مقامات کی نشاندہی کر دی ہے۔ کہیں یورپی زبانوں کے الفاظ کی صحت کے لیے لغات سے بھی مدد لینی پڑی، فٹ نوٹ میں ایسے مقامات کی بھی وضاحت کر دی گئی ہے۔''[۳۷]

املا اور کتابت کی اغلاط کو درست کر دیا گیا ہے۔ املا میں جو تبدیلیاں اردو میں نئی رائج ہوئی ہیں ان میں سے زیادہ تر کو مرتب نے اختیار کر لیا ہے تاہم جن سے ان کو اختلاف ہے انھیں اپنے طریق کار کے مطابق ہی شامل کیا ہے، ان اختیار کردہ الفاظ میں زیادہ تر الفاظ ایسے ہیں جنھیں عام طور پر آج کل علاحدہ علاحدہ لکھا جاتا ہے مثلاً چونکہ، بلکہ، چنانچہ وغیرہ، مرتب نے ان الفاظ کو ملا کر لکھا ہے اور اس معاملے میں بہت سے باشعور قارئین کی حمایت میں عملی قدم اٹھایا ہے جو ان الفاظ کو اسی طرح لکھنا چاہتے ہیں۔

مقدمہ میں محمود نظامی کے حالاتِ زندگی، ادبی کام، ریڈیو کی مصروفیات اور نظر نامہ کی خصوصیات کو بیان کیا گیا ہے۔ اکتوبر ۱۹۵۲ء میں یونیسکو نے انھیں چھ ماہ کے لیے یورپ اور امریکہ کے بعض ممالک کی نشرگاہوں کے مطالعاتی دورے پر بھیجا، نظر نامہ انھی ممالک میں سے بعض کے بارے میں واقعات و تاثرات کا مجموعہ ہے۔ ''نظر نامہ'' کی اہم خصوصیت کے بارے میں مرتب یوں رقم طراز ہیں:

''ماضی اور حال کو اس طرح ایک لڑی میں پرو دینا اس سفر نامے کا نمایاں وصف ہے۔ اسی سے ایک اور خصوصیت پیدا ہوئی ہے کہ جگہ جگہ مختلف ممالک کے مختلف مناظر، تمدنی مظاہر، فرد اور اجتماع کے مزاج اور عادات و اطوار انھیں اپنے وطن کی مختلف باتیں یاد دلا دیتے ہیں۔ اس میں باہمی مشابہت کے ساتھ ساتھ تضادات کا بیان بھی دلچسپی پیدا کر دیتا ہے۔'' ۳۸

یورپ اور امریکہ کے معاشرے کی خصوصیات، شعور کی رو کا انداز، تضاد و تقابل کا انداز، مختلف اقوام کا فنونِ لطیفہ، تاریخ و ثقافت، سیاست، منظر کشی اور اسلوب جیسی خصوصیات کو مثالوں کی مدد سے مرتب نے بیان کیا ہے۔

صفحہ ۴۶ تا صفحہ ۲۶۷ متن دیا گیا ہے۔ آخر میں ''حواشی و تعلیقات کا عنوان دیا گیا ہے جس میں کُل ۴۷ حوالے دیے گئے ہیں۔ ان میں چند الفاظ کی تصحیح شامل ہے، مجلّہ ''نئی تحریریں کی عبارت کو ن۔ت سے ظاہر کیا گیا ہے اور اشاعتِ اول کے لیے الف الف کا مخفف استعمال کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر ذیل میں دو مثالیں دیکھیے:

متن میں صفحہ ۱۱۰ پر اعجاز حسین درج ہے اور مرتب نے اس کا حوالہ یوں دیا ہے:

۲۱۔ ''مراد اعجاز حسین بٹالوی مرحوم جو نامور بیرسٹر اور ادیب تھے۔'' ۳۹

اسی طرح متن کی سطور یہ ہیں:

''اور پھر دوسرے دن جب میں لندن کے بازاروں اور گلیوں میں گھومنے کے لیے نکلا تو مجھے یوں دکھائی دیا گویا پچھلے بیس برس میں یہاں کوئی ایسا حادثہ، کوئی ایسا ہنگامہ نہیں ہوا جس سے اس کی ہیئت (۲۸) یا حلیہ بدل سکتا ہے۔'' ۴۰

حوالہ جات میں اس کا اختلاف یوں درج کیا ہے:

''۲۸۔ الف الف: ہیبت۔ ن ت: ہیئت (مرتب)'' ۴۱

ڈاکٹر محمد زکریا نے ایک اہم سفر نامے کو تفصیلی مقدمے اور ضروری تفصیلات کے ساتھ مرتب کیا ہے۔ یوں متن کے ساتھ ساتھ اس کا تنقیدی تجزیہ مفصل معلومات فراہم کرتا ہے۔

☆

ڈاکٹر محمد زکریا کی مرتّب و مدوّن کتب کی نمایاں خصوصیات

درج بالا متون کے تعارف و تجزیے کے بعد ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا کی ترتیب و تدوین کی درج ذیل خصوصیات متعین کی جاسکتی ہیں:

۱۔ ڈاکٹر محمد زکریا نے زیادہ تر شعری متون کی تدوین کی ہے۔ان کے شعر فہمی کے ذوق نے اس ترتیب میں اپنا کمال دکھایا ہے۔ انھیں بہت سے شعرا کے ہزاروں اشعار یاد ہیں یہی وجہ ہے کہ مجید امجد، حفیظ جالندھری، داغ اور عدم کے کلیات ترتیب دیے ہیں اور ان میں متن کی درست پیش کش ان کا خصوصی ہدف ہے۔

۲۔ انھوں نے جن متون کو مرتب کیا ان میں زیادہ تر جدید عہد کے شعرا شامل ہیں۔ان شعرا کے چند مجموعے منظرِ عام پر آچکے تھے اور طباعت و اشاعت کے مراحل سے بھی گزر چکے تھے لیکن اس کے باوجود ان میں بے شمار اغلاط موجود تھیں اور تمام کلام بھی منظرِ عام پر نہیں آیا تھا۔ مرتب نے ان شعرا کا تمام مطبوعہ و غیر مطبوعہ کلام جمع کیا اور انھیں تصحیح اور درستی کے بعد پیش کیا۔

۳۔ ڈاکٹر صاحب کا ایک اصول ہے کہ جب تک انھیں تمام مواد دستیاب نہ ہو جائے وہ اسے ترتیب نہیں دیتے بلکہ تمام مطبوعہ و غیر مطبوعہ مواد کی فراہمی کے بعد اسے ترتیب دیتے ہیں۔اس سلسلے میں مجید امجد اور داغ کے کلیات خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

۴۔ مرتبہ متون کے مقدمے خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ یہ مقدمے ضروری اور اہم معلومات کا احاطہ کرتے ہیں، انھیں غیر ضروری تفصیلات سے بوجھل نہیں بنایا گیا۔ وہ مقدمے کو مختلف عنوانات میں تقسیم کرتے ہیں جن میں شاعر یا مصنف کے حالات، خصوصیاتِ کلام، ترتیب کا جواز اور طریق کار جیسی تفصیلات کا اندراج ہوتا ہے۔ خصوصیاتِ کلام کے اندراج میں جامع انداز میں تمام خصوصیات کو مثالوں کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ ان کے مرتبہ تمام متون کی یہی خصوصیت ان کے مقدموں کو متوازن اور مفید بناتی ہے۔

۵۔ کلام کے مطابق متون کو مختلف حوالوں سے ترتیب دیا گیا ہے مثلاً مجید امجد کے کلام کو پہلے ایڈیشن میں زمانی ترتیب سے پیش کیا گیا ہے لیکن دوسرے ایڈیشن میں اسے چار

حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے، یوں دونوں صورتیں قارئین کے سامنے رہتی ہیں۔ حفیظ جالندھری کے کلام کو بھی ان کے مجموعوں کی ترتیب کے مطابق مرتب کیا گیا ہے۔ داغ کے کلیات میں بھی یہی ترتیب روا رکھی گئی ہے تاہم عدؔم کے ۴۸ مجموعوں کی ضخامت کے پیشِ نظر کلیاتِ عدؔم میں صرف غزلیات کو ترتیب دیا گیا ہے اور اسے جلد اول کا نام دیا گیا ہے۔

۶۔ نظم کے ساتھ ساتھ نثری متون کی طرف بھی توجہ دی ہے اور نثرِ اکبر الہ آبادی کو حواشی اور حوالہ جات کے ساتھ ترتیب دیا گیا ہے۔ اسی طرح محمود نظامی کے نظر نامہ کو بھی مرتب کیا گیا ہے۔

۷۔ مختلف نسخوں کو مدِ نظر رکھتے ہیں، عام طور پر شاعر کی آخری اصلاح کو مدِ نظر رکھتے ہیں۔ اختلافِ نسخ کی صورت میں آخر میں حوالے دے دیتے ہیں۔

۸۔ مقدمے میں اپنا طریق کار بہت واضح انداز میں بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے کس طریق کار کے مطابق متن کو ترتیب دیا ہے۔

۹۔ جدید املا کو اختیار کرتے ہیں اور اس میں بھی مروج املا پر زیادہ زور دیتے ہیں۔ وہ اس سلسلے میں بہت واضح طور پر اپنا نقطہ نظر مقدمے میں درج کرتے ہیں۔

۱۰۔ متون کے سلسلے میں آئندہ منصوبوں کو بھی مقدمے میں بیان کر دیتے ہیں مثلاً مجید امجد، حفیظ جالندھری اور داغ کا دیگر کلام ان کے آئندہ منصوبوں میں شامل ہے جسے انشاء اللہ وہ اسی محنت اور رغبت سے پایہ تکمیل کو پہنچائیں گے جس کا مظاہرہ انھوں نے ان زیرِ مطالعہ متون کی ترتیب میں کیا ہے۔

☆☆☆☆

حواشی

۱۔ ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا (مرتب)، کلیاتِ مجید امجد، لاہور: ماورا پبلشرز، ۱۹۸۹ء، ص ۳۳ پیش لفظ
۲۔ ایضاً، ص ۳۴ ۳۔ ایضاً، ص ۲۴۷ حاشیہ
۴۔ ایضاً، ص ۱۹۷ متن ۵۔ ایضاً، ص ۳۳۴ ۶۔ ایضاً، ص ۲۴۰
۷۔ ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا (مرتب)، کلیاتِ مجید امجد، لاہور: الحمد پبلی کیشنز، ۲۰۰۶ء، ص ۳۰ مقدمہ
۸۔ ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا (مرتب)، روشنی کی جستجو، لاہور: عمیر پبلشرز، ۱۹۹۶ء، ص ۲۵
۹۔ ایضاً، ص ۲۶، ۲۷ ۱۰۔ ایضاً، ص ۵۰ متن ۱۱۔ ایضاً، ص ۵۹
۱۲۔ ایضاً، ص ۶۶ ۱۳۔ ایضاً، ص ۱۱۹
۱۴۔ ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا (مرتب)، کلیاتِ حفیظ جالندھری، لاہور: الحمد پبلی کیشنز، ۲۰۰۵ء، ص ۳۸ مقدمہ
۱۵۔ ایضاً، ص ۴۱۹ حاشیہ
۱۶۔ ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا (مرتب)، نثرِ اکبرالہ آبادی، لاہور: مجلس ترقی ادب، ۲۰۰۸ء، ص ۶ پیش لفظ
۱۷۔ ایضاً، ص ۸ پیش لفظ ۱۸۔ ایضاً، ص ۱۲ متن ۱۹۔ ایضاً، ص ۱۲ حاشیہ
۲۰۔ ایضاً، ص ۲۰ متن ۲۱۔ ایضاً، ص ۲۰ حاشیہ
۲۲۔ ڈاکٹر محمد زکریا (مرتب)، کلیاتِ عدم، لاہور: الحمد پبلی کیشنز، ۲۰۰۹ء، ص ۵۷ مقدمہ
۲۳۔ ایضاً، ص ۷۶، ۷۷ ۲۴۔ ایضاً، ص ۲۹۸ متن ۲۵۔ ایضاً، ص ۴۴۷
۲۶۔ ایضاً، ص ۶۷۶ ۲۷۔ ایضاً، ص ۸۷۳ ۲۸۔ ایضاً، ص ۹۹۰
۲۹۔ ایضاً، ص ۱۱۱۰
۳۰۔ ڈاکٹر محمد زکریا (مرتب)، کلیاتِ داغ، لاہور: الحمد پبلی کیشنز، ۲۰۱۱ء، ص ۳۱ مقدمہ
۳۱۔ ایضاً، ص ۲۹ مقدمہ ۳۲۔ ایضاً، ص ۱۱۴ متن
۳۳۔ ایضاً، ص ۳۰۰ متن ۳۴۔ ایضاً، ص ۵۰۶ متن
۳۵۔ ایضاً، ص ۹۴۷ متن ۳۶۔ ایضاً، ص ۱۲۸۷ متن
۳۷۔ ڈاکٹر محمد زکریا (مرتب)، نظر نامہ محمود نظامی، لاہور: الحمد پبلی کیشنز، ۲۰۱۲ء، ص ۱۰
۳۸۔ ایضاً، ص ۳۱ ۳۹۔ ایضاً، ص ۲۶۹ حواشی و تعلیقات
۴۰۔ ایضاً، ص ۱۵۳ متن ۴۱۔ ایضاً، ص ۲۶۹ حواشی و تعلیقات